اختلافِ اُمّت اور اسکا حل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم قارئین! آج امت مسلمہ جن مشکل حالات سے دو چار ہے اس سے ہم سب باخبر ہیں۔ ایک طرف تو پوری دنیا میں اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کو حرف غلط کی طرح مٹانے کے لئے اکٹھی ہو چکی ہیں، تو دوسری طرف مسلک کی بنیاد پر کلمہ گو مسلمان بھائی آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر میں لگے ہوئے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے اختلافات کے اسباب کے متعلق بے شمار آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ جن اسباب سے اہل کتاب میں اختلافات پیدا ہوئے وہ سارے اسباب امت مسلمہ میں بھی مدت دراز سے پیدا ہو چکے ہیں اور اہل کتاب کے باہمی اختلافات کے جو نتائج سامنے آئے مسلمان بھی صدیوں سے اسکا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ امت کے افراد کا باہم ٹکڑوں میں بٹ کر آپس میں لڑنا امت کی کمزوری اور اسلام کے دشمنوں کی حوصلہ افزائی کا سبب ہے۔ اور آپسی اختلافات اسلام کے دشمنوں کے دلوں سے مسلمانوں کا رعب ختم کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔‘‘ (انفال۔۴۶) قرآن کے اس واضح ہدایت پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کتاب الٰہی کو پس پشت ڈالنے اور انبیاء کی سنت کو فراموش کردینے اور اسکی جگہ گمراہ علماء و مشائخ کی پیروی اختیار کرنے کی جو روش اہل کتاب نے اختیار کر رکھی تھی، مسلمان بھی عرصہ دراز سے اسی شاہراہ پر گامزن ہیں۔ اور انکے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمان بھی اپنے دین حنیف کا روشن چہرہ مسخ کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر فرقہ بندی کی مذمت بیان فرمائی ہے اور مسلمانوں کو دین میں اختلاف پیدا کرنے اور مختلف فرقوں میں بٹ جانے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقہ فرقہ ہو گئے اور ان کے پاس واضح تعلیمات کے آجانے کے بعد اختلاف کرنے لگ گئے اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہے‘‘ (آل عمران۔۱۰۵)

یہ آیت دین میں باہمی اختلاف اور گروہ بندی کی ممانعت میں بالکل واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ امتوں کا ذکر کرتے ہوئے امت مسلمہ کو ان کی روش پر چلنے سے منع فرمایا ہے۔ اس طرح کی اور بے شمار آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں جن میں مسلمانوں کو آپس میں اتحاد پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور فرقہ بندی کی ممانعت کی گئی ہے۔ تفصیل ممکن نہیں۔ خواہش مند حضرات مندرجہ ذیل آیات کا مطالعہ کر سکتے ہیں: آل عمران ۔۱۰۳، ہود ۱۱۸/۱۱۹، الشوریٰ ۸/، یونس ۱۹، الانعام ۱۵۹، الروم ۳۱/۳۲۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت میں اختلافات بے حد ناگوار تھا۔ صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ گذشتہ امتوں کی مثال دے کر اپنی امت کو باہمی اختلافات سے ڈرایا کرتے تھے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ’’حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں دوپہر کے وقت رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دو آدمیوں کی آواز سنی جو کسی آیت کی نسبت آپس میں اختلاف کر رہے تھے پس رسول ﷺ ہمارے پاس آئے اور آپ کے چہرۂ مبارک پر غصہ کے آثار ظاہر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بات یہی ہے کہ تم سے پہلے لوگ کتاب اللہ میں اختلاف کرنے ہی کے سبب ہلاک ہو گئے (مشکوٰۃ، باب الاعتصام)

امت مسلمہ میں اختلاف اور باہمی نزاع پیدا ہونے اور مختلف فرقے بن جانے کی پیشن گوئی رسول ﷺ نے کئی مرتبہ فرمائی تھی۔ بہت سی صحیح احادیث میں آپ ﷺ کا ان پیشن گوئیوں کا تذکرہ ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: تم پہلی امتوں کی پیروی میں ایسے برابر ہو جاؤ گے جیسے تیر سے تیر، یہاں تک کے اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے تھے تو تم بھی گھسو گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: کیا یہود و نصاریٰ کی پیروی مسلمان کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر اور کون؟ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپسی اختلافات کے حل کے لئے قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے’’ اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول ﷺ کی اور ان کی بھی جو تم میں اولوالامر ہیں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اس معاملہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔‘‘ (النساء۔۵۹)

اس آیت میں مسلمانوں کے درمیان آپسی اختلافات کو دور کرنے کے لئے قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

ایک دوسری جگہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ’’(اے نبی ﷺ) قسم ہے تیرے رب کی یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں۔ پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی محسوس نہ کریں۔‘‘ (النساء۔۶۵)

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپس کے تمام اختلافات کو مٹانے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کو حکم بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی کسی بات یا فیصلہ (یعنی حدیث کی شکل میں) سے اختلاف تو کجا، دل میں تنگی بھی محسوس کرنا ایمان کے منافی ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو صحیح حدیث کو بھی

کھلے لفظوں میں ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ امت میں اتحاد پیدا کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اپنے تمام اختلافات کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف لوٹائیں۔ اور قرآن وسنت کی صحیح تفسیر کے لئے صحابہ کے منہج کو اپنائیں۔

آج بہت سی جماعتیں قرآن وسنت کی جانب دعوت کے دعویدار ہیں لیکن صد افسوس کہ انہوں نے بھی کتاب و سنت سے اعراض کیا اور خود قرآن وسنت کے نام پر ایک نئی راہ نکال لی ہے۔ قرآن میں اللہ نے بیان فرمایا: ''جو شخص باوجود راہ ہدایت واضح ہو جانے کے بھی رسول ﷺ کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بُری جگہ ہے۔'' (النساء ۔۱۱۵)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف اس بات پر اکتفا نہیں کیا کہ جو ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول ﷺ کی مخالفت کرے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جہاں وہ پھرتا ہے، بلکہ مخالفت رسول ﷺ کے ساتھ ہی اتباع غیر سبیل المومنین (مومنوں کی راہ کی مخالفت) کا بھی ذکر فرمایا۔ یعنی ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول ﷺ کی مخالفت اور مومنین کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کی پیروی دین اسلام سے خروج ہے جس پر اس آیت میں جہنم کی وعید بیان فرمائی گئی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہاں مومنین سے مراد صحابہ کرام ہیں کیونکہ اِن آیات کے نزول کے وقت صحابہ کرام کے سوا کوئی گروہ مومنین موجود نہ تھا۔

سبیل المومنین کی اتباع ایک نہایت اہم معاملہ ہے۔ جو سبیل المومنین کی پیروی کرے گا وہ رب العالمین کے یہاں ناجی قرار پائے گا اور جو سبیل المومنین کی مخالفت کرے گا وہ ناری قرار پائے گا۔ یہی وہ اہم نقطہ ہے جس پر اکثر قدیم وجدید جماعتوں نے ٹھوکر کھائی۔ انہوں نے سبیل المومنین کی پیروی نہیں کی اور قرآن وسنت کی تفسیر کے سلسلے میں اپنی عقل کے گھوڑے دوڑائے اور اپنی خواہشات کی پیروی کی جسکی وجہ سے انہیں انتہائی خطرناک نتائج سے دوچار ہونا پڑا اور انہی خطرناک نتائج میں سے ایک سلف صالحین کے منہج سے انحراف ہے۔ اس آیت کے فقرے ''ویتبع غیر سبیل المومنین'' کی تاکید وتشریح نبی کریم ﷺ نے اپنی کئی احادیث مبارکہ میں بیان فرمائی ہے۔ انہیں چند مشہور احادیث میں سے ایک تہتر (۷۳) فرقوں والی حدیث ہے جو ہم سب کو معلوم ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت پر بھی وہی حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے جیسا کہ ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسی حرکت کر جائے گا۔ اور بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں متفرق ہو گئے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی جو سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ نجات پانے والی جماعت کون سی ہوگی؟ رسول ﷺ نے فرمایا '' جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ''۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کا فرقہ ناجیہ سے متعلق پوچھنے پر جو جواب دیا وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''و یتبع غیر سبیل المومنین'' سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے۔ یعنی وہ مومنین جو اس آیت کریمہ میں مقصود ہیں وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہی چیز رسول ﷺ نے فرقہ ناجیہ کے اوصاف کے تعلق سے ذکر فرمائی ''ما انا علیہ واصحابی''۔

لہٰذا ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ فہم کتاب وسنت کے لئے محض ان وسائل تک ہی اپنے آپ کو محدود کر لے جو اگر چہ ضروری تو ہیں مثلاً عربی زبان کی معرفت، ناسخ ومنسوخ کا علم اور دیگر تمام قواعد عامہ، بلکہ اس کے علاوہ اس منہج کی جانب رجوع بھی لازم ہے جس پر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) گامزن تھے۔

کیونکہ یہ بات سب پر عیاں ہے کہ صحابہؓ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مخلص ترین تھے اور قرآن وسنت کا ہم سے زیادہ فہم رکھتے تھے۔ اسی لئے رسول ﷺ نے ایک مسلمان کا فرقہ ناجیہ میں شمار رہونے کے لئے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ اس منہج پر ہو جس پر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) تھے۔

مذکورہ بالا حدیث خلفائے راشدین والی حدیث کے بھی بالکل مشابہ ہے جسے سنن (سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد) نے عرباض بن ساریہؓ سے روایت کیا ہے، فرمایا: ''رسول ﷺ نے ہمیں دو پہر کی نماز کے بعد ایک بلیغ قسم کا وعظ فرمایا جس سے آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور دل دہل گئے، پس ایک شخص نے کہا لگتا ہے کہ یہ گویا کسی الوداع کہنے والے کا وعظ ہے تو اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہم سے کیا عہد لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ سے تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور (حکومت کی بات) سننے اور اطاعت کرنے کی اگر چہ (تمہارا حاکم) کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا۔ اور (دین میں) نئے نئے کاموں سے بچو کیونکہ یہ گمراہی ہیں۔ تم میں سے جو کوئی ایسے حالات پالے اسے چاہئے کہ وہ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑے اور اسے اپنے جبڑوں کے ساتھ مضبوطی سے تھام لے۔''

اس حدیث میں بھی وہی بات بیان فرمائی گئی ہے جو اس سے پہلے فرقوں والی حدیث میں نبی ﷺ نے صحابہؓ کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا۔

یعنی صحابہؓ کو اور اپنی امت کو محض اپنی سنت کو ہی مضبوطی سے تھامنے کی نصیحت نہیں کی بلکہ اس کے ساتھ ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کا بھی اضافہ فرمایا۔ اس لئے ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے عقیدے، عبادت، اخلاق اور سلوک کے صحیح فہم کے لئے سلف صالحین کے فہم کی طرف رجوع کریں تاکہ ایک مسلمان کا شمار فرقہ ناجیہ میں ہو سکے۔

یہی وہ اہم نقطہ امتیاز ہے جس سے غفلت برت کر بہت سے قدیم وجدید فرقے اور جماعتیں گمراہ ہوئیں کیونکہ انہوں نے اس منہج کو قبول نہیں کیا جس منہج کی جانب مذکورہ بالا آیت مبارکہ، حدیث فرقہ ناجیہ اور حدیث خلفائے راشدین رہنمائی کرتی ہیں۔

امت مسلمہ کے اندر تفریق و گروہ بندی کی جو پیشین گوئی کی گئی ہے وہ بطور تنبیہ و نصیحت تھی، لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کے مختلف فرقوں نے اس حدیث کو اپنے لئے ڈھال بنا لیا ہے اور ''ما انا علیہ و اصحابی'' کی کسوٹی کو نظر انداز کرتے ہوئے ہر گروہ اپنے آپ کو ''ناجی فرقہ'' کہتا ہے اور اپنے علاوہ تمام مکاتب فکر کو بہتر (۷۲) ناری فرقوں میں شمار کرتا ہے۔ حالانکہ مسلکی اختلافات اور فروعات دین میں مختلف الرائے ہونے کے باوجود تمام مسلمان جو اللہ تعالیٰ پر، اس کے ملائکہ پر، اس کے رسول پر، قیامت کے دن پر، اچھی یا بری تقدیر کے منجانب اللہ ہونے پر اور موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان رکھتے ہیں، حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور صاحب استطاعت ہونے پر حج کرتے ہیں، معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکرات سے روکتے ہیں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک یہ سب مومن ہیں بشرطیکہ وہ اللہ کی ذات یا اس کی صفات میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرتے ہوں۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں تمام مومنین کو آپس میں بھائی بھائی کہا گیا ہے۔ اور قرآن مجید میں انہیں ایسی جنتیں دینے کا وعدہ کیا ہے جن کی نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے انہیں اللہ تعالیٰ یقیناً ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔'' (محمد۔ ۱۲)

یہ اور اس طرح کی بے شمار آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں جن میں مومنین اور صالحین کی مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور کفار و مشرکین کے لئے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

جو شخص دین کی بنیادی باتوں پر ایمان رکھتا ہو اور ارکان اسلام پر عمل پیرا ہو وہ دین کے فروعات میں دیگر مسلمانوں سے اختلاف رائے رکھنے کے باوجود مومن و مسلم ہی رہتا ہے۔ ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ دین کا فہم نہ تو سب کو یکساں عطا کیا گیا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی صلاحیتیں ایک جیسی رکھی ہیں۔ بہر حال یہ طے شدہ بات ہے کہ فروعی اختلافات میں فہم کی کمی کے بنا پر دو فریقوں میں سے ایک یقینی طور پر غلطی پر ہوگا اور دوسرے فریق کا نظریہ درست اور شریعت کے مزاج و احکام کے مطابق۔ لہٰذا ایسی صورت میں جو فریق دانستہ طور پر غلطی پر ہے تو اس کا دینی اور اخلاقی فرض یہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنی ''انانیت'' اور کبر و غرور کو پس پشت ڈال کر اس غلطی سے تائب ہو جائے اور اپنی کم فہمی اور جہالت کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، بلا شبہ وہ غفور الرحیم ہے۔ اور اگر اس فریق سے غلطی کا ارتکاب نادانستہ طور پر ہو رہا ہے تو اس کا شمار ''سیات'' (کوتاہیوں) میں ہوگا۔ ایسی صورت میں فریق حق کا فرض ہوگا کہ وہ اپنے ان بھائیوں کو نرمی، محبت اور دلسوزی سے سمجھائیں اور صحیح راہ عمل واضح کریں۔ اس کے باوجود بھی اگر دوسرا فریق نہیں سمجھتا تو اس کے لئے دعاء کریں۔ آپ اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے۔ مسلمانوں کی کوتاہیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کئے اور ان سب چیزوں پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر نازل کی گئیں وہ چیزیں ان کے رب کے پاس سے امر واقعی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی کوتاہیوں کو درگزر فرمائے گا اور ان کی حالت درست کر دے گا'' (محمد۔ ۲)۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں سے ایمان و عمل صالح کے مطالبہ کو پورا کرنے کے بعد ان کے تمام گناہوں اور کوتاہیوں کو معاف کرنے کا اعلان عام کر رہا ہے، تو دوسرے کو یہ حق کب پہنچتا ہے کہ وہ اپنے صاحب ایمان بھائیوں کو محض فروعی اختلافات کی بنا پر جہنم رسید کر دیں اور ان کا شمار ان 72 ناری فرقوں میں کر دیں جو ایمان سے خارج ہونے کی بنا پر دوزخی قرار پائے؟ کیا ان کی یہ روش اللہ کے کلام کو جھٹلانے کے مترادف نہیں ہے؟

اللہ سے دعاء ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے اور ہمارے گناہوں اور کوتاہیوں کو معاف کر کے فرقہ ناجیہ میں شامل کرے۔ آمین